

بلکہ متضاد پہلو یہ ہوئے ہے تو اس پر اعتبار کیسے ہو سکتا ہے ؟

ہجومِ غم سے یاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے

کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے

رفوے زخم سے مطلب ہے لذتِ زخمِ سوزن کی

سمجھو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے

وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالب

چٹکنا غنچہ و گل کا صدائے خندہ دل ہے

کا سر، ہجومِ غم کے باعث اتنا جھکا کہ دامن کے سرے پر پہنچ گیا۔ گویا دامن سے نکلے ہوئے تار اور تارِ نگاہ میں فرق کرنا مشکل ہو گیا۔

۲۔ شرح : میں اپنے زخموں کو ٹانگے لگوا رہا ہوں۔ میرا مدعا یہ

نہیں کہ زخم بھر جائیں، بلکہ ٹانگے لگانے میں سوئی سے جو زخم ہوں گے، ان کی

لذت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مجھ کو دیوانے کو درد کے مزے

کا کوئی خیال نہیں رہا اور اس سے غافل ہو گیا ہوں۔

یہ مضمون مرزا پہلے بھی باندھ چکے ہیں، مثلاً :

زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن

غیر سمجھا ہے کہ لذتِ زخمِ سوزن میں نہیں

۳۔ شرح : اے غالب ! میرا محبوب جس باغ میں جلوہ فرما ہو، وہاں

کلیوں کے چٹکنے کو دل کے سنہنے اور باغِ باغ ہونے کی آواز سمجھنا چاہیے۔